www.novelsclubb.com
ابرِ رحمت
زاریہ فاطمہ
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

ابرِ رحمت

از

زاریہ فاطمہ

www.novelsclubb.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قسط نمبر 4

رات کا منظر تبدیل ہو چکا تھا وہاں نہ تو اب کسی محل پر جھلملاتی لائٹنگ تھی اور نہ ہی شادیانے بجائے جا رہے تھے۔ وقت کی سوئی صبح کے گیارہ بجے کا پتہ دے رہی تھی۔ پولیس سٹیشن کا رخ کریں تو وہاں جیل کے ایک کمرے کے در و دیوار ہر چند منٹوں بعد کسی نفس کی دردناک چیخوں سے گونج رہے تھے۔ کمرے کے اندر کا منظر دیکھا جائے تو نوریز اعوان تین پولیس والوں کے درمیان کرسی پر بندھا بیٹھا تھا۔ کمرے میں موجود کانسٹیبل وقفے وقفے سے اسکے منہ پر ٹھنڈے پانی کی برسات کرتا تو وہ اپنی بند ہوتی آنکھیں بمشکل کھول کر خود سے کئے جانے والے سوالات پر غور کرنے کی کوشش کرتا لیکن نیم غنودگی کے باعث اس کے ارد گرد سب گڈمڈ ہو رہا تھا۔ جسم پر جا بجا تشدد کی وجہ سے خون جما ہوا تھا۔ بائیں آنکھ پر نیل اور جبڑا

سوجن کا شکار تھا۔ مسوڑھوں اور پھٹے ہونٹ سے رستا خون حلق میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔

لوہے کی سلاخوں سے بنا جیل کا مضبوط دروازہ دھکیلے جانے پر اونچی آواز پیدا کرتا سب کو اپنی طرف متوجہ کر گیا۔ اندر داخل ہونے والی ہستی کو دیکھتے ہی وہاں موجود سب پولیس والوں نے مؤدب سے انداز میں سلیوٹ پیش کیا۔

"ہاں بھئی کچھ پھوٹا اس نے یا نہیں؟" ہلیل کی بھاری اور گرجدار آواز اس خالی کمرے میں گونج رہی تھی۔ جس نے نیم غنودگی میں بھی نور یزا اعوان کو کانپنے پر مجبور کر دیا تھا۔

”نہیں سر بہت ڈھیٹ ثابت ہوا ہے کچھ ماننے کو تیار ہی نہیں۔ آج شام تک کا وقت دیں پھر دیکھیے گا کہ کیسے یہ اپنے ہر جرم کا اعتراف کرتا ہے۔“کانسٹیبل نے نوریز کے ناک پر ایک زوردار گھونسا رسید کرتے کہا جس پر درد کی ایک شدید لہر اسکے سارے جسم میں دوڑ گئی

”تم سب بھی کسی کام کے نہیں! کتنا وقت ہو گیا ہے اسے یہاں لائے؟“ہلیل کی اشتعال سے بھرپور آواز پر ان تینوں کو سانپ سونگھ گیا۔

www.novelsclubb.com

”میں نے پوچھا کتنا وقت ہو گیا ہے اسے یہاں آئے؟“اپنی بات کا جواب نہ پا کر وہ ایک بار پھر دھاڑا۔۔۔ گردن اور بازوؤں کی تنی ہوئی رگیں اسکے مشتعل ہونے کا پتہ دے رہی تھیں۔

"گیارہ گھنٹے سر!" اسکے خطرناک تیوروں پر ان میں سے ایک کی دبی دبی آواز آئی۔ نوریز کی گردن ایک جانب لڑھک چکی تھی شاید وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"گیارہ گھنٹے! اور تم تین لوگوں سے اس کی زبان نہیں کھلوائی گئ؟ لگتا ہے تم سب کو آرام کی ضرورت ہے۔ آئی جی صاحب سے بات کر کے تم سب کا بندوست کرواتا ہوں میں۔" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بڑے اطمینان کے ساتھ انکے سر پر دھماکا کیا۔

"نن۔۔۔ نہیں سر آپ بس آدھا گھنٹہ اور دیں میں وعدہ کرتا ہوں اس سے سب اگلوالوں گا یہ اپنے ان گناہوں کا اعتراف بھی کرے گا جو اس نے نہیں کئے۔"

www.novelsclubb.com

کانسٹیبل دو قدم آگے بڑھتا التجائی نظروں سے دیکھتا گویا ہوا پر ہلیل کے ماتھے پر موجود بلوں میں کسی صورت کمی نہ آئی۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا ایک بار پھر سلاخوں سے بنے دروازے کو کھولنے کی مخصوص آواز پیدا ہوئی اور دروازے کو دھکیلتا شوکت اندر داخل ہوا۔اس نے آگے بڑھ کر رازدارانہ انداز میں ہلیل کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔ہلیل نے اسکی بات پر کان کی لو مسلی اور پھر اسے کچھ کہہ کر رخ واپس نوریز کی جانب موڑا۔

www.novelsclubb.com

"اٹھاؤ اسے اب یا یہ بھی مجھے خود کرنا پڑے گا؟" اسکی ایک دھاڑ پر کانسٹیبل نے پھرتی سے بالٹی میں بھرا ٹھنڈا پانی نوریز کے سر پر انڈیل دیا تو نیم بے ہوشی سے اٹھتا وہ ہانپتے ہوئے اپنی سانسیں ہموار کرنے کی سعی کرنے لگا۔

اب کی بار دروازہ کھلنے کی آواز پر ہلیل سمیت باقی سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔ آنے والے وجود کو دیکھ کر وہاں موجود پولیس کانسٹیبلز کے ناک منہ بن چکے تھے جبکہ ہلیل نارمل انداز میں کھڑا رہا۔

"تم سب جاؤ میں دیکھ لوں گا اسے" ہلیل کے کہنے پر وہ سب ایک ایک کے وہاں سے باہر نکل گئے۔اب جیل کے اس کمرے میں نوریز اور ہلیل کے علاوہ ایک اور نفس موجود تھا۔

"کیا حالت بنادی ہے اس کی! کہا بھی تھا کہ زیادہ ٹارچر مت کرنا" اسکے کندھے پر دھپ رسید کرتی ابر نے ناگواری سے سامنے ابتر حالت میں پڑے نوریز کو دیکھا۔

"واہ تو آپ ہی خیال کر لیتیں! کہاں ہے وہ پھولوں کا ہار؟" بازو سینے پر باندھتے ہلیل نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔۔۔وہ اس لڑکی کو کبھی نہیں سمجھ سکتا تھا

"کون سا پھولوں کا ہار؟" ابر کے نا سمجھی سے کہنے پر ہلیل کے لب طنزیہ مسکراہٹ میں ڈھل گئے

"وہی پھولوں کا ہار جو آپ اس نوریز کے عظیم کارناموں پر اسے پہنانے والی ہیں میں تو ٹھہرا ظالم آپ ہی کوئی خیال کر لیتیں بے چارے کا! ظاہر ہے ابر ایک قاتل کو پولیس ٹارچر نہیں کرے گی تو اور کیا کرے گی؟" چڑانے کے انداز میں کہتا ہلیل اسکی نرم دلی پر خاصہ بدمزہ ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

''شٹ اپ ہلیل''ابراسکے تنگ کرنے پر پہلو بدل کر رہ گئی۔۔۔۔ہر بات پر یہ طنز کے تیر چلانا بھلا ضروری ہے کیا؟سیدھی بات کرنا تو جیسے ہلیل ایدن پر حرام تھا۔

''کہا تھا میں ہینڈل کرلوں گا پر آپ ٹھہریں ایک ہٹ دھرم وکیل! آئیں آپ بھی آزمالیں کیا پتہ منہ کھول ہی دے۔''وہ آگے بڑھتا نوریز کے سر پر جا کھڑا ہوا، بالوں سے جکڑ کر ایک جھٹکے سے اسکا سر اوپر کیا تو وہ بے اختیار کراہ اٹھا۔

''ابے اٹھ! تیری نیند پوری کرنے نہیں لائے یہاں...وکیل صاحبہ سوال کرنا چاہتی ہیں شرافت سے سب اگل دے ورنہ ابھی میرے ہاتھ لگنا باقی ہیں تجھے۔''

www.novelsclubb.com

بالوں کو مزید کھینچتے اسنے نوریز کا چہرہ اوراوپر کیا۔ وہ بند ہوتی آنکھیں کھولے اب منظر سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ابر نے دو قدم آگے بڑھائے اور دائیں جانب پڑے سٹول کو نوریز کے سامنے رکھتی بیٹھ گئی۔

''نوریز اعوان کیا تم مجھے سن سکتے ہو؟'' وہ کچھ لمحے اس کے کہے الفاظ سمجھنے کی کوشش کرتا رہا اور پھر سر کو ہاں میں جنبش دی۔ ہلیل نے ایک جھٹکا دے کر اس کے بالوں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا لیکن اس بار وہ کراہ بھی نہ سکا۔

”بالاج جہانگیر کو جانتے ہو؟“ ابر نے سوال جاری رکھا۔۔۔وہ اپنی ایک جانب لڑھکی گردن کو اسکے چہرے پر فوکس کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔ہلیل اور ابر بغور اسکی جانب دیکھتے جواب کے منتظر تھے۔

”پپ۔۔پانی“ رندھی ہوئی آواز میں اسکی جانب سے ملنے والا جواب غیر متوقع نہیں تھا۔ابر نے ہلیل کی جانب دیکھا تو وہ پیر پٹختا پاس پڑے کولر سے پانی کا گلاس اٹھالایا اور نوریز کے ہاتھ بندھے ہونے کے باعث مجبوراً اسے اسکے منہ سے لگایا۔ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ حلق میں اتارتا نوریز پھندا لگنے پر بے اختیار کھانسنے لگا لیکن اس سے پہلے کہ وہ واپس گلاس کا رخ کرتا،ہلیل اسے کولر پر رکھ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اب بتاؤ! بالاج جہانگیر کو جانتے ہو؟" ابر نے اسکی سانسیں ہموار ہوتے دیکھ کر اپنا سوال دہرایا۔ بھوری آنکھیں اسکی تمام حرکات و سکنات کو غور سے ملاحظہ کر رہی تھیں

"مم۔۔۔میں نے اس بچے کو نہیں مارا! میرا اسکے قتل سے کوئی لینا دینا نہیں۔" نم لہجے اور آنکھوں میں جمع ہوتے پانی نے ایک بار پھر اسکی بصارت دھندلا دی تھی۔ ہلیل تو اس کی اداکاری پر کھول کر رہ گیا۔۔۔پانچ منٹ لگیں گے مجھے اور دیکھنا کیسے رٹے رٹائے طوطے کی طرح سب اگلتا ہے یہ۔۔۔وہ سوچ کر رہ گیا

"تو تم کہہ رہے ہو کہ بالاج کے قتل میں تمہارا کوئی ہاتھ نہیں؟" ابر کی بات پر اس نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا۔

"چلو مان لیا! اب میں جو سوال کروں گی ان سب کا جواب مجھے بالکل سچ سچ چاہیے، ذرا سی ہیر پھیر اور تمہیں ایک ایسے جرم کی سزا بھگتنی پڑ سکتی ہے جو تم نے کیا ہی نہیں۔۔۔ سمجھ رہے ہو؟" اسکی بات پر بوٹ کی نوک کو زمین پر رگڑتے ہلیل نے سر اٹھایا۔۔۔ آخر اب وہ کیا کرنا چاہ رہی تھی۔

"29 اگست کی دوپہر تم کہاں تھے؟" اس کے سوال پر نوریز نے اپنی یادداشت پر زور ڈالا ایک بھولا بسرا لمحہ پوری آب و تاب سے روشن ہوا

"جج جہلم میں" خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے نوریز نے بمشکل جواب دیا خوفزدہ سی نگاہیں کبھی ابر کو دیکھتیں تو کبھی ہلیل کو

”ہمم! پہلی دفعہ بالاج کو اغواء کرنے کی کوشش کیوں کی تھی تم نے؟“اس سوال پر نوریز کے چہرے پر تاریکی چھاتی چلی گئی۔

”ملک جہانگیر،اس نے بھرے مجمعے میں مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا۔میں اسے سبق سکھانا چاہتا تھا۔“نوریز نے نگاہیں چرائیں۔ابر چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتی گئی پھر اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتی وہاں سے اٹھ گئی۔ہلیل اور نوریز دونوں نے اسکی پشت کو دیکھا۔

”نوریز میں نے کہا تھا مجھے سچ سننا ہے،تم اپنا موقع کھو چکے ہو.ہلیل کیری آن پلیز.“سلاخوں سے بنے دروازے کے قریب پہنچ کر اسنے ایک نظر نوریز کی اڑی

ہوئی رنگت کو دیکھا۔ہلیل کی شیطانی مسکراہٹ اسکا رنگ فق کر دینے کیلئے کافی تھی۔

"میں تو تب سے کہہ رہا تھا کہ مجھے کوشش کرنے دو"شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کرتا ہلیل چند قدم آگے بڑھا۔نوریز نے تھوک نگل کر ان دونوں کو دیکھا۔وہ مزید مار کھانے کی سکت نہیں رکھتا تھا۔

"ممم میری بات۔۔۔۔واپس آجاؤ۔میری بات سنو میں سب بتاتا ہوں۔"ہکلاتے ہوئے التجا کی گئی جسے سرے سے نظر انداز کرتے ابر نے قدم باہر کی جانب بڑھایا۔

"وہ لڑکا میرے بارے میں جان گیا تھا، میں اسے خاموش کروانا چاہتا تھا۔"بلند آواز سے کہتے اسنے اپنی بات باہر نکلتی ابر تک پہنچانا چاہی۔۔۔وہ رک گئی تھی مڑ کر نوریز کے خوفزدہ سے چہرے کو دیکھا اور پھر ہلیل کو جو شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"اب اتنی بھی کیا جلدی تھی، دو چار گھونسے تو لگانے دیئے ہوتے" وہ مایوسی سے ہاتھ میں ہوتی کھجلی کو قابو کرتے سوچ کر رہ گیا۔ابر واپس اپنی جگہ پر آچکی تھی

www.novelsclubb.com

"دیکھو نوریز مجھے اپنا خیر خواہ سمجھو میں تمہیں کسی ناکردہ جرم کی سزا نہیں بھگتنے دوں گی اس لئے اگلی بار جھوٹ بولا تو یاد رکھنا تمہیں اس جہنم سے نکالنے کوئی نہیں آئے گا۔" پچھلے گیارہ گھنٹوں میں مسلسل ٹارچر ہونے کے بعد نوریز کو وہ کوئی فرشتہ لگی تھی۔۔۔چہرے پر چھائی تاریکی اب اطمینان میں ڈھلنے لگی تھی۔

کاش کوئی نوریز کو بتاتا کے ایک وکیل سے مکار اور چالباز انسان شاید ہی اس قرہ ارض پر موجود ہو۔

”مجھے تمہارے والد تیمور اعوان کی طرف سے ہائیر کیا گیا ہے، تمہیں یہاں سے نکالنے کیلئے میرا سارے معاملے کو سمجھنا ضروری ہے۔اس لئے اب مجھ سب بتاؤ، بالاج کیا جانتا تھا؟ تم جہلم کیا کرنے گئے تھے؟ بالاج کے قتل میں تمہارا کیا کردار تھا۔مجھے سب جاننا ہے اور فکر مت کرو اگر بالاج کا قتل تم نے کیا بھی ہوا تو میں چند دنوں کے اندر تمہیں باہر نکلوالوں گی، کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تمہیں۔“

ابر نے آخری بات ہلیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہی تو نوریز کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ اس سارے عرصے کے دوران پہلی بار مسکرایا تھا۔

"میں جانتا تھا! بابا مجھے اس جہنم سے نکال لیں گے۔میں جانتا تھا" ابر نے اسکی بات پر زبردستی مسکراہٹ اچھالی۔

"اے ایس پی صاحب کیا آپ مجھے میرے کلائنٹ کے ساتھ اکیلا چھوڑنے کی زحمت کریں گے؟" قریب کھڑے ہلیل نے ہاتھ کی مٹھی زور سے بھینچی اور پیر پٹختا باہر نکل گیا۔

"ایکٹرز تو کہیں بہت پیچھے ہیں بھئی اصل اداکاری تو ان وکیلوں کا کام ہے۔ہم پولیس والوں کو بدنام کرر کھا ہے ورنہ یہ وکیل ہم سے چار ہاتھ آگے ہیں۔" کانوں کو ہاتھ لگاتا ہلیل مسلسل بڑبڑاتے ہوئے اپنے آفس میں داخل ہوا لیکن وہاں پہلے سے کسی کو براجمان دیکھ کر ٹھٹھک کر رکا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اپنی کرسی کی جانب بڑھتا وہ ضامنہ کو وہاں دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"تم جب فارنزک لیب آئے تھے تو کیا میں نے پوچھا تھا کہ تم وہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ بھول رہا تھا کہ مقابل ضامنہ تھی فوراً گھڑا گھڑایا جواب منہ پر دے مارا گیا

"فارنزک لیب اور پولیس سٹیشن میں زمین آسمان کا فرق ہے تم بس اپنی تفریح کے لیے یہاں نہیں آسکتی ضامنہ اور میں لیب کام سے گیا تھا تم یہاں کس کام سے آئی ہو؟" سب کو زچ کرنے والا آج خود زچ ہو رہا تھا اور بھلا ہلیل ایدن کو ضامنہ احمد کے علاوہ اور کون تنگ کر سکتا تھا۔

"بور مت کرو ہلیل اور کیا تم پولیس والوں میں کوئی چائے پانی پوچھنے کا رواج نہیں ہے؟" کرسی پر مزے سے جھولتی وہ میز پر سے اٹھائے پیپر ویٹ کو ہوا میں اچھالتے ہوئے بولی۔

"ہے بلکل ہے! لیکن وہ کیا ہے نا ہمارا خاطر تواضع کرنے کا انداز ذرا مختلف ہے، دیکھنا چاہو گی۔" ہلیل کڑے تیور لئے ضامنہ کی جانب بڑھا تو وہ اسکے ارادے بھانپتی ایک جست میں کرسی کو چھوڑ کر دروازے کی جانب لپکی۔

"ایک لڑکی پر ہاتھ اٹھاؤ گے تم؟ جانتے بھی ہو کہ میری کتنی دوستیں پکی فیمنسٹ ہیں؟ لگتا ہے اپنی وردی پیاری نہیں ہے تمہیں؟" تنک کر کہتی وہ اسکے خطرناک

تیوروں کو خاطر میں ہی نہیں لا رہی تھی۔ سرد آہ ہوا کے سپرد کرتا وہ ضامنہ سے بھڑنے کے خیال پر لعنت بھیجتا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آنے کا مقصد بتاؤ" نظریں ٹیبل پر گاڑے وہ بلاوجہ فائلز یہاں وہاں کرنے لگا۔ ضامنہ اسکے عین سامنے والی نشست سنبھال چکی تھی۔ چہرے پر چڑانے والی مسکراہٹ ابھی بھی قائم تھی

"لیب میں کوئی کام نہیں تھا آج تو سوچا نوریز بابو کی خیریت دریافت کرلوں، زندہ تو ہے نا؟" آخری بات آگے کو جھک کے رازدارانہ انداز میں کہی گئی تو صدمے کی شدت سے ہلیل کا منہ کھلا رہ گیا۔۔۔ اس آفت کے سامنے تو پولیس والے اور وکیل بھی قابلِ رحم لگنے لگتے تھے

اس سے پہلے وہ جوابی کارروائی کرتا ہڑبڑاتا ہوا شوکت دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوا۔

"سر وہ ملک زین باہر تماشہ لگائے کھڑا ہے، کہتا ہے اسے نوریز سے ملنے دیا جائے، بڑی مشکل سے قابو کیا ہے ہم نے اسے۔" ہلیل نے بے بسی سے اپنا سر ہاتھوں میں گرایا۔ کیا ساری مصیبتیں آج ہی گلے پڑنی تھیں اسکے۔

"اسے میرے آفس میں بھیج دو" اس کے کہنے پر شوکت سلیوٹ کرتا باہر نکل گیا۔ ضامنہ قدرے دلچسپی سے ساری صورتحال دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

''اب اسے کس نے بتادیا نوریز کی گرفتاری کا؟'' سر ہاتھوں میں گرائے وہ دھیمے سے لہجے میں اپنے آپ سے گویا تھا۔

''ہمم اہمم'' ضامنہ نے گلا کھنکھار کر مسکراتی نگاہوں سے ہلیل کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھا

''یہ پولیس سٹیشن ہے ضامنہ! گلے کی خراش کے لیے کسی کلنک کا رخ کرو پلیز'' وہ پہلے ہی اچھا خاصہ چڑا ہوا تھا اور اب یہ زین نامی بلا۔

''اتنا غصہ کرو گے تو چہرے پر جھریاں پڑ جائیں گی اور اطلاع کیلئے عرض ہے کہ باہر میڈیا والوں کی پوری بارات موجود ہے۔'' ضامنہ نے ہلیل کے مشورے پر غور

www.novelsclubb.com

کرنے کی بجائے اسکی معلومات میں اضافہ کرنا بہتر سمجھا۔ہلیل نے اپنا جھکا ہوا چہرہ اٹھایا جہاں واضح پریشانی رقم تھی۔

"میڈیا کو کس نے خبر دی؟ کیا بکواس ہے یہ... شوکت! شوکت" وہ میز پر پڑی فائلز کو ایک گھونسا رسید کرتا غیض و غضب میں شوکت کو آوازیں لگانے لگا۔ لیکن دروازہ کھول کر اندر داخل ہونے والا فرد اس کو مزید صدمے سے دوچار کر گیا تھا۔

"او گاڈ! مجھے یہاں سے کہیں غائب کر دیں پلیز" دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کئے وہ روہانسا ہوا۔ضامنہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر خود کو قہقہہ لگانے سے باز رکھا۔

”ہلیل یہ کیا بدتمیزی ہے؟ مجھے نوریز سے ملنے سے کیوں روکا جارہا ہے؟“ تن فن کرتا زین اسکے سر پر کھڑا سوال کررہا تھا

”کیوں کے ابھی اس سے تفتیش کی جارہی ہے،ایسے میں کسی کا بھی اس سے ملنا منع ہے اور میرے بھائی یہ دروازہ آہستہ بند کرمیرے باپ کا تھانہ نہیں ہے یہ.“ہلیل نے التجائی لہجے میں کہہ کر واپس کرسی کا رخ کیا شوکت بھی حاضر ہوچکا تھا

”شوکت یہ میڈیا والوں کو نوریز کی گرفتاری کی خبر کیسے ملی؟میں نے کہا تھا کہ یہ بات ابھی باہر نہیں نکلنی چاہیے.“کڑے تیوروں سے پوچھا گیا۔ شوکت نے جھکا ہوا سر مزید جھکایا۔

"سر پتہ نہیں میڈیا کو کیسے پتہ چل گیا ہم نے تو بہت احتیاط سے کام کیا تھا۔"
شوکت خود بھی الجھا ہوا تھا۔ آخر یہ بات باہر کیسے نکل گئی تھی۔

"کسی کام کے نہیں تم سب۔۔۔ سارا دن جھک مارنے کے سوا کرتے کیا ہو؟ یہ کیس نبٹ جانے دو پھر دیکھنا میں کیسے تم سب کی یہ سستی دور کرتا ہوں۔" نجانے کہاں کہاں کا غصہ شوکت پر نکل رہا تھا۔ زین اور ضامنہ چپ چاپ سارے آفس میں گونجتی اسکی آواز سن رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اب کھڑے منہ کیا دیکھ رہے ہو، جاؤ یہاں سے۔" شوکت تو اپنی جان خلاصی ہوتا دیکھ دو سیکنڈ میں غائب ہو گیا۔

”دیکھو ہلیل جھوٹ مت بولو، تم کہہ رہے ہو کہ نوریز سے تفتیش چل رہی ہے پر تم تو یہاں بیٹھے ہو! میری بات سنو مجھے ایک بار اس سے ملنے دو۔“ شوکت کے جاتے ہی زین ضامنہ کے برابر پڑی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا۔ بات کے دوران دائیں جانب نظر پڑی تو ضامنہ کا مسکراتا چہرہ اسے حیران کر گیا

یہ کب سے یہاں ہے؟ دل ہی دل میں خود سے سوال کیا

”ہائے بڈی“ اسکے دیکھنے پر ضامنہ نے مسکرا کر کہتے ہاتھ لہرایا پر زین اس وقت اتنی خوش اخلاقی دکھانے کے موڈ میں نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

”زین میری بات سمجھنے کی کوشش کرو! جب تک نوریز ساری معلومات نہیں اگل دیتا تب تک کسی کو بھی اس سے ملنے نہیں دیا جا سکتا اور نوریز سے تفتیش میں نہیں

کر رہا۔'' وہ ان سب کو وضاحتیں پیش کر کر کے تھک چکا تھا۔اب کے زین کے ساتھ ساتھ ضامنہ بھی چونکی تھی

''تم نہیں کر رہے مطلب؟ پھر کون کر رہا ہے؟'' زین نے الجھ کر پوچھا تھا

''ابر'' یک لفظی جواب کے بعد خاموشی چھا گئی

''کیا؟'' ان دونوں نے کیا کو کھینچ کر ادا کرتے پھٹی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا جو کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔یقیناً وہ مذاق کر رہا تھا. کر رہا تھا نا؟

"میں نے کہا کہ تفتیش میں نہیں ابر کر رہی ہے۔" اسنے کھا جانے والے انداز میں کہتے ان دونوں کو دیکھا جو مسلسل اس کا صبر آزما رہے تھے

"تم! تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ ان کو تفتیش کرنے بھیج دیا؟ اگر نوریز نے انھیں کوئی نقصان پہنچا دیا تو کیا کرو گے تم ہاں؟" زین کے اندر غصے کا ابال سا اٹھا تھا۔ آخر ہلیل نے کیا سوچ کر ابر کو نوریز سے تفتیش کرنے دی۔

"تمھیں کیا لگتا ہے کہ میں نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی ہو گی؟ وہ بضد تھی اور اسکا پلان سننے کے بعد تو مجھے بھی یہی بہتر لگا کہ یہ تفتیش والا معاملہ ابر پر چھوڑ دینا چاہیے! باقی رہی بات نوریز کے اس کو نقصان پہنچانے کی تو ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔" لہجے کو نرم رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

''کیسا پلان ؟'' زین کچھ مدھم پڑ چکا تھا،ٹائی کی ناٹ کو ڈھیلا کرتا اس کا ہاتھ چند سیکنڈز کے لئے کپکپایا تھا۔

''مسیحائی کا ڈھونگ''ہلیل نے مسکراتے ہو کہا

''ملک جہانگیر میرا کالج کا دوست رہ چکا تھا اس سے ہوئی ذاتی ان بن کبھی بھی بالاج کو اغواء کرنے کی وجہ نہیں تھی۔جہانگیر کا مجھے پانچ سال پہلے مارا تھپڑ اس نوعیت کا نہیں تھا کہ ہم نسلی دشمنی پر اتر آتے۔وہ شروع سے ہی جلدی آپے سے باہر ہو جایا

کرتا تھا اور معمولی سی بات بھی بحث بن جایا کرتی تھی۔ میں نے اسے انکی جدی پشتی زمین کا کچھ حصہ مجھے بیچنے کی پیشکش کی تھی، میں نہیں جانتا تھا کہ وہ اس زمین کیلئے اتنا جذباتی ہو گا کہ مجھے ایک تھپڑ کھینچ مارے گا، خیر میں نے اس واقع کے بعد جہانگیر سے قطع تعلقی کر لی تھی۔ ہمارے راستے الگ ہو چکے تھے۔" ابر تنقیدی نظروں سے اسکا جائزہ لے رہی تھی جو خلا میں گھورتے ساری بات کہہ رہا تھا۔

"بالاج اپنے کالج میں ہونے والی ڈرگز کی تقسیم کے بارے میں جان گیا تھا" نوریز نے رک کر گہرا سانس لیا "اور وہ یہاں رکا نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل اس گروپ کے خلاف ثبوت اکٹھے کر رہا تھا۔ وہ وہاں پر لائی جانے والی ڈرگز کی مقدار اور اسے وہاں بانٹنے والے لڑکوں کی معلومات حاصل کر رہا تھا اور اسی دوران وہ ہمارے ناموں سے واقف ہو چکا تھا! لیکن اسکی یہ جانچ پڑتال زیادہ دیر نہیں چل پائی تھی وہ گروپ بالاج کو اکثر اپنے ارد گرد منڈلاتے دیکھ چکا تھا اور بہت جلد انھیں پتہ چل

گیا تھا کہ بالاج کیا کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات ہم تک بھی پہنچ چکی تھی لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ وہ لڑکا جہانگیر کا بیٹا ہے یہ تو تب معلوم ہوا جب اسے اغواء کروانے سے پہلے اسکی معلومات نکلوائی گئی، میں جہانگیر کے بیٹے سے ایسی ہی دلیری کی امید رکھتا تھا۔ لیکن اس اغواء کا ڈرامہ کرتے ہوئے میرے ذہن میں اسکو نقصان پہنچانے کا خیال کہیں نہیں تھا۔ میرا مقصد اسے ڈرانا تھا" سلاخوں سے چھن کر اندر آتی روشنی کی کرنیں نوریز کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ سامنے ہی ٹانگ پر ٹانگ ٹکائے بیٹھی ابر کے ماتھے پر لکیریں نمایاں ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب ؟ اغواء کا ڈرامہ ؟ جہاں تک مجھے معلوم ہے بالاج کو کالج کے باہر موجود گارڈز اور سٹوڈنٹس نے اغواء ہونے سے بچایا تھا۔" اسکے پوچھنے پر نوریز نے مسکرا کر سر جھکایا اور اپنے پاؤں کو گھورنے لگا۔

”میں صرف اسے خاموش کروانا چاہتا تھا! اسے اور اس کے گھر والوں کو ڈرانا چاہتا تھا۔ میری نیت اسکو نقصان پہنچانے کی تھی ہی نہیں اگر میں واقعی اسے اغواء کروانا چاہتا تو کسی بہتر جگہ اور وقت کا انتخاب کر سکتا تھا۔“ کھوئے کھوئے لہجے میں کہتا وہ ابر کی پیشانی پر پڑے بلوں کو مزید گہرا کر گیا۔

”میں اسے کیسے مار سکتا ہوں؟ میرا بیٹا بھی اس کا ہم عمر ہے۔ میں نے اسے نہیں مارا۔“ نوریز کا چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا

www.novelsclubb.com

وہ اپنے ہی بیٹے کی عمر کے بچے بچیوں کو ڈرگز کی لت میں مبتلا تو کر سکتا تھا پر کسی کا قتل نہیں کر سکتا، نوریز نے آج اسے منافقت کی ایک نئ طرز سے متعارف کروایا تھا۔ نجانے کتنے نوجوان ڈرگز کی لت میں مبتلا ہو کر اپنی جان گنوا چکے تھے اور نجانے اور کتنے نوجوان اسی رستے پر سرگرداں تھے اور نوریز اعوان کہتا تھا کہ وہ کسی

کا قتل نہیں کر سکتا کیوں کہ اسکا اپنا بھی ایک بیٹا ہے؟ ابر نے اسکا منہ نوچ لینے کی خواہش کو بمشکل دبایا

"اگر تم نے بالاج کا قتل نہیں کیا تو تم پولیس سے کیوں بھاگ رہے تھے؟" وہ مزید اسکا ڈرامہ برداشت کرنے کے موڈ میں نہیں تھی تبھی اگلا سوال داغا

"میں نے بتایا نا کہ میں اس لڑکے کے قتل سے پہلے ہی جہلم جا چکا تھا مجھے ظہیر کے پکڑے جانے کی خبر مل چکی تھی میں جانتا تھا کہ وہ ہمارے اصل کاروبار کے بارے میں سب کچھ اگل دے گا اسی لئے میں پولیس سے چھپتا پھر رہا تھا۔" اسنے کچھ لمحوں کے لیے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا. کرسی کی پشت پر بندھے اسکے بازو بلکل سن ہو چکے تھے

"اور جہلم کس سلسلے میں گئے تھے ؟ دیکھو مجھ سے جھوٹ مت بولنا یہاں سب جانتے ہیں کہ تم آفس کی طرف سے کسی میٹنگ میں شریک نہیں ہوئے اور نہ ہی ان دنوں میں ڈر گز کی کوئی ڈیل تھی" ابر کے سوال پر نوریز نے دل ہی دل میں ظہیر کو گالی سے نوازا۔ اسکے چہرے پر سے گزرتے رنگ ابر کی تنقیدی نظروں سے نہ بچ پائے تھے۔ وہ خاموش رہا، اٹھا ہوا چہرہ پھر سے جھکا لیا، چند پل کیلئے جیل کے اس کمرے میں موت سا سناٹا چھا گیا تھا۔ نہ نوریز نے جواب دیا تھا اور نہ ابر نے اپنا سوال دہرایا تھا

"میرا خاندان ہے وہاں، میری بیوی اور دو بیٹیاں!" نوریز کی دھیمی سی آواز سناٹے کو چیرتی ہوئی نکل گئی۔ کڑیاں ملنے لگی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"دوسری شادی؟" جانچتا ہوا لہجہ! لبوں پر اُمڈ آنے والی طنزیہ مسکراہٹ کو واپس دھکیل دیا گیا تھا نوریز کے اوپر نیچے ہلتے سر نے ابر کی بات پر تصدیق کی مہر لگائی تھی۔

"دیکھو میں جو جانتا تھا سب تمھیں سچ سچ بتا چکا ہوں! اب کچھ کرو اور جلد از جلد مجھے یہاں سے نکالو۔" چہرہ اوپر اٹھاتے نوریز نے حکم صادر کیا۔ اسکی بات پر بالوں کی لٹ کان کے پیچھے اڑستے ابر نے چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔ وہ حد سے زیادہ پر سکون نظر آ رہی تھی۔

"میرے کچھ سوال ابھی باقی ہیں لیکن تم فکر مت کرو میں نے تم سے کہا نا کہ تم بہت جلد یہاں سے باہر نکل آ ؤ گے۔" اسکے انداز میں کچھ ایسا تھا کہ نوریز کو اپنی

www.novelsclubb.com

رگ رگ میں سکون اترتا محسوس ہونے لگا۔وہ یہاں سے نکل جائے گا یہی الفاظ تو وہ سننا چاہتا تھا۔اسے بچالیا جائے گا وہ یقین کرنا چاہتا تھا۔

''آر گھس کون ہے ؟''ابر کی کھوجتی نگاہیں نوریز کے چہرے پر کوئی تاثر ابھرتا دیکھنا چاہتی تھیں لیکن نوریز کے چہرے پر چھایا سکون وہ تاثر بلکل نہیں تھا جس کی توقع ابر کئے بیٹھی تھی۔

''نہیں جانتا'' گردن دائیں بائیں گھماتے نوریز نے اسی اطمینان سے جواب دیا

''واقعی؟''اب کی بار لہجہ ذرا سخت تھا نوریز نے کوفت سے اسکی جانب دیکھا البتہ نگاہیں ملانے سے پرہیز کیا

”میں جو جانتا تھا وہ سب تمہیں بتا چکا ہوں میں اس نام کے کسی بھی آدمی کو نہیں جانتا!“اس نے تنگ آکر چہرے کے زاویے بگاڑے

”اور ان فنگر پرنٹس کے بارے میں کیا کہنا چاہو گے جو پولیس کو کرائم سین پر سے ملے ہیں؟ تمہارے فنگر پرنٹس!“ابر کے 'تمہارے' پر زور دینے پر نوریز کے چہرے پر موجود سکون غائب ہو چکا تھا۔ تنے ہوئے تاثرات اور عجیب نظروں سے ابر کو دیکھا

www.novelsclubb.com

”میں نے کہا نا میں جہلم میں تھا تو میرے فنگر پرنٹس کیسے مل سکتے ہیں؟ تم لوگوں کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔“نوریز گڑبڑا کر بولا تھا

''فرانزک رپورٹس غلط نہیں ہو سکتیں نوریز۔ بالاج کی لاش پر سے تمہاری انگلیوں کے نشانات برآمد ہوئے ہیں۔ سارے ثبوت تمہارے خلاف ہیں اور تمہاری اسکو اغواء کرنے والی حرکت نے ہر کسی کا پہلا شک تم پر ڈال دیا ہے کیسے بتاؤ گے سب کو کہ تم نے بالاج کا قتل نہیں کیا؟'' وہ نوریز کی بے ہنگم ہوتی سانسوں سے یکسر بے نیاز ارد گرد نگاہ ڈالتی کھڑی ہوئی۔

''میں نے کچھ نہیں کیا! میں نے بالاج کو نہیں مارا میں نہیں جانتا کہ میری انگلیوں کے نشانات وہاں کیسے پہنچے پر خدارا میرا یقین کرو! وہ میں نہیں ہوں۔ میں بالاج کا قاتل نہیں ہوں۔'' اسے اٹھتا دیکھ نوریز کے وجود میں حرکت ہوئی وہ اسکی آخری امید تھی ایسے کیسے وہ اسے ناامید چھوڑ کر جا رہی تھی۔

''تم کچھ کرو مجھے یہاں سے نکالو'' الجھتی سانسوں کے درمیان کہا گیا'' جتنی رقم کہو گی میں دینے کو تیار ہوں پر مجھے یہاں سے باہر نکالو پلیز میرا۔۔۔میرا دم گھٹتا ہے یہاں'' پشت پر بندھے ہاتھوں کو کھولنے کی سعی میں وہ کرسی سمیت اوندھے منہ زمین پر گرا تھا۔

سلاخوں سے بنے دروازے کو پار کرتی ابر نے ساکت نظروں سے اس کی التجائیں سنی تھیں۔وہ مڑی نہیں تھی بس چہرہ اسکی جانب پھیر کر مسکراہٹ اچھالی تھی۔وہ ایسی مسکراہٹ پہلے دیکھ چکا تھا! ہلیل کے چہرے پر۔شیطانیت سے بھرپور مسکراہٹ۔۔۔ایک دم کسی انہونی کے احساس نے اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کردی تھی۔کچھ غلط تھا یا غلط ہو چکا تھا۔

''مسٹر نوریز اعوان! قید مبارک ہو.'' چبھتے لہجے میں کہتی وہ وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔کانسٹیبل اس کے جاتے ہی دروازہ لاک کر چکا تھا۔دروازے کے پار چھائی

تاریکی پر نظریں جمائے نوریز کا وجود ساکت تھا۔راہداری میں سے آتی ہیل کی ٹک ٹک کی مدھم آواز ختم ہو چکی تھی۔دوسروں کی زندگی میں تاریکی لکھنے والے نوریز اعوان کے مقدر میں سیاہی لکھی جا چکی تھی۔

دن کے اجالے میں بھی اس کمرے کا کونا کونا تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ٹی وی سکرین سے نکلتی روشنی بھی اسکا چہرہ واضح کرنے میں ناکام ہو رہی تھی۔ٹھنڈے فرش پر ننگے پیر بیٹھا وہ وجود سکرین پر دوڑتے مناظر میں محو تھا۔سرد اور بے تاثر نگاہوں میں ایک پراسرار سی کشش تھی۔موسم زیادہ سرد تھا یا وہ آنکھیں؟اندازہ لگانا مشکل تھا۔اسکی آنکھوں کی پتلیاں تیزی سے حرکت کر رہی تھیں۔

”بریکنگ نیوز: بالاج قتل کیس کے ملزم نوریز اعوان کو حراست میں لے لیا گیا ہے“

نیوز چینل پر چلتی سرخ رنگ کی پٹی پر الفاظ روشن ہوئے۔ کمرے کی تاریکی اسکے چہرے کے تاثرات کو چھپانے میں کامیاب رہی تھی۔ اپنی مطلوبہ چیز ملتے ہی اسنے آگے بڑھ کر ٹی وی بند کر دیا تھا۔ اب اس کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ کچھ سیکنڈ گزرے اور پھر ایک خوفناک ہنسی نے اندھیرے پر غلبہ پا لیا۔ آر گھس ایک بار پھر اپنی سیاہ کاریوں کو اندھیرے میں دھکیل چکا تھا۔ قہقہے لگاتا وہ وجود پوری شان سے سر اٹھائے کھڑا تھا۔ وہ اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز کی تباہی لکھا کرتا تھا اور آج کوئی اپنی تباہی تک پہنچ چکا تھا۔

'تم کچھ کرو مجھے یہاں سے نکالو، جتنی رقم کہو گی میں دینے کو تیار۔۔۔' ابر نے آگے بڑھ کر ریکارڈنگ بند کی۔ آفس میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔ وہ نوریز کے انکشافات سن چکے تھے اور ان میں سے کوئی بھی بولنے کیلئے الفاظ مجتمع نہیں کر پا رہا تھا۔ اتنے عرصے سے وہ سب ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ کہاں کھڑے تھے وہ؟ صفر پر۔۔۔ یہ کیس جہاں سے شروع ہوا تھا ایک بار پھر وہیں آکر ٹھہر گیا تھا۔

”تو تمہارا شک درست ثابت ہوا! نوریز اعوان بالاج کا قاتل نہیں ہے۔اسے پھنسایا جارہا ہے۔“ہلیل نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا

”اب آگے کیا کرنا ہے؟ہم تو اس آر گھس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے.“ ضامنہ کے لہجے میں مایوسی تھی

”اگر وہ نوریز نہیں ہے تو پھر کون ہے؟ بالاج کی کسی سے کیا دشمنی تھی؟“ چہرہ ہاتھوں میں گرائے زین کی آواز کپکپائی تھی۔

ابر نے ایک نظر ان تینوں کو دیکھا جو اس دھچکے سے سنبھل نہیں پائے تھے۔ایک مہینہ ہونے کو آیا تھا اور ان کے ہاتھ کچھ نہیں لگا تھا۔ بالاج کا قتل نوریز اعوان پر پلانٹ کیا گیا تھا اور وہ اب تک اسے قاتل سمجھ رہے تھے۔

"کچھ ضائع نہیں ہوا! ہماری محنت اور وقت کچھ ضائع نہیں ہوا بلکہ اب ہی تو سب واضح ہوا ہے۔ ہمیں بس اس کیس کو دوبارہ زیرو سے شروع کرنا ہے اور اس بار نوریز کی بجائے اصل قاتل کی تلاش کرنے پر فوکس کرنا ہے۔ ہمیں وہی کڑیاں آر گھس سے ملانی ہیں۔" ابر نے سنجیدگی سے کہتے ان تینوں کو گھورا۔

"زین مجھے بالاج کے اغواء والے دن کی ساری روداد تم سے سننی ہے، ہو سکے تو اپنے بزی شیڈول سے کچھ وقت نکالو۔" ابر نے براہ راست اسے مخاطب کیا

زین نے اثبات میں گردن ہلائی

"ہلیل ہمیں نوریز کے جہلم میں اسٹے کی معلومات مل سکتی ہیں؟" اس کی آواز نے ہلیل کی سوچ کا تسلسل توڑا

"میں خود جہلم جا کر پتہ لگانا چاہتا تھا کہ نوریز کی بات میں کتنی سچائی ہے پر ایسا ممکن نہیں ہے، لیکن یہ معلومات حاصل کرنا کوئی بڑی بات نہیں. سمجھو ہو گیا" ہلیل نے تسلی کروائی

"ابر میرا خیال ہے کہ ہم جن ثبوتوں کو مس لیڈز سمجھ رہے تھے اب ہمیں ان پر خاصہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔" ابر ضامنہ کی بات سے متفق تھی۔ قاتل نے

www.novelsclubb.com

ایک لمبا عرصہ انھیں اپنی انگلیوں پر نچایا تھا لیکن اب وہ کسی کی کٹھ پتلی بننا افورڈ نہیں کر سکتے تھے۔

فون کی گھنٹی نے سب کی توجہ اپنی طرف کھینچی۔ہلیل نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھایا۔اسکے تاثرات یکلخت بدلے تھے۔یقیناً اُسے ملنے والی خبر خوش آئندہ نہیں تھی۔مزید کچھ لمحے یونہی گزرے اور پھر ایک تھکن زدہ سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے رسیور میز پر پٹخا۔

www.novelsclubb.com

"ابھی کچھ دیر پہلے تم مجھے باور کروا چکے ہو کہ یہ تھانہ تمہارے باپ کا نہیں ہے! کیا مجھے تمہیں بھی یہ یاد دلانے کی ضرورت ہے؟" زین نے خشمگیں نظروں سے گھورتے کہا تو اتنی ٹینس صورتحال میں بھی ضامنہ اور ہلیل کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی، ابر نے ہونقوں کی طرح ان تینوں کو دیکھا۔

"میں نے کچھ مس کر دیا؟" اسکے پوچھنے پر ضامنہ نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا لیکن کچھ یاد آنے پر مسکراہٹ سمٹی

"ابر یار اس سے پہلے کہ مام مجھے ڈھونڈتی تھانے پہنچ جائیں مجھے گھر چھوڑ دو پلیز میں رستے میں بتاتی ہوں تمہیں" ضامنہ نے عجلت میں اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور ساتھ ہی ابر کو اٹھنے کا اشارہ کیا جو بغیر دوسرا لفظ کہے تیار ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ہلیل مجھے تم سے بالاج کے بارے میں کچھ ڈسکس کرنا" ابر کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ضامنہ اسے بازو سے پکڑے دروازے کی سمت لے جانے لگی

"پھر کبھی ابر، ابھی چلو"

"اب تم بھی چلتے بنو یہاں سے اور میری ایک بات تم تینوں کان کھول کر سن لو!
اگلی دفعہ تم سب میں سے کوئی بھی مجھے اس تھانے کے بیس فٹ ریڈیس میں نظر آیا
تو مجرموں سے بھی برا سلوک کروں گا۔" زین کو آرام سے وہیں ٹکا دیکھ کر ہلیل
نے ان سب کو وارن کیا۔ جس کو ان سنا کر کے وہ تینوں ہی آگے پیچھے آفس سے
نکل چکے تھے۔

"تھاں نہ ہو گیا پکنک سپاٹ ہو گیا جب جی چاہتا ہے منہ اٹھائے چلے آتے ہیں۔"
آفس کے خالی کمرے میں اب صرف اسی کی آواز گونج رہی تھی۔

سورج کی بھرپور تپش سردی کے زور کو کم کئے ہوئے تھی۔ پولیس سٹیشن کے احاطے میں جگہ جگہ درختوں کے سوکھے پتے گرے ہوئے تھے۔ آس پاس پڑے بینچوں پر لوگ اپنی فریاد سننے کے انتظار میں بیٹھے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ آنکھیں بند کئے خاموشی سے چلتا سورج کی نرم گرم کرنوں کو اپنے چہرے پر پڑتا محسوس کر رہا تھا۔ سامنے کچھ فاصلے پر چلتی وہ دو لڑکیاں کیا بات کر رہی تھیں اسے سروکار نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

''تم یہاں آئی کس کے ساتھ تھی؟'' سیاہ اور سفید شلوار قمیض میں ملبوس بھورے بالوں والی لڑکی دوسری لڑکی سے پوچھ رہی تھی۔ جس کے جواب میں دوسری لڑکی پرجوش ہوتی اسے کچھ بتا رہی تھی۔ ان کی آوازیں بلکل مدھم تھیں۔

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر انکے پیچھے چلتے زین نے اپنے چہرے کا رخ آسمان کی جانب موڑا۔ پچھلے دنوں کی نسبت آج آسمان صاف تھا۔ بارش کے آثار دور دور تک نہ تھے اور یہ بات اسکی روح تک کو تازہ کر رہی تھی۔ اسے بارش سخت ناپسند تھی اور کیوں ناپسند تھی وہ اس بارے میں سوچنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

آنکھیں چھوٹی کئے سورج کو گھورتے یک دم اسکے قدم لڑکھڑائے، سر میں ایک ٹیس سی اٹھی۔ اسے اپنے ناک سے گرم سیال بہتا محسوس ہوا۔ منظر تبدیل ہو رہا تھا سامنے چلتی لڑکیوں کی بجائے وہاں اندھیرا نظر آرہا تھا۔ اسنے اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے دائیں جانب کھڑی گاڑی کا سہارا لینا چاہا لیکن نتیجے میں وہ دھڑام کی آواز سے زمین بوس ہوا تھا۔ پاس محسوس ہوتی وہ گاڑی اس سے دس فٹ دور کھڑی تھی۔ اپنی بند ہوتی آنکھوں اور سن پڑتے دماغ کے ساتھ وہ کچھ لوگوں کو اپنی طرف بڑھتا

محسوس کر سکتا تھا۔ کوئی اسکا نام پکار رہا تھا۔ اسکا چہرہ تھپتھپا رہا تھا پر اسکے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہو رہی تھی۔ اندھیرے نے غلبہ پا لیا تھا۔

اپنی باتوں میں مگن چلتی ابر اور ضامنہ نے پیچھے سے آتی آواز پر مڑ کر دیکھا تو کچھ لمحے آنکھوں دیکھے پر یقین نہ آیا۔ چند قدم کے فاصلے پر بے ہوش پڑا وہ وجود زین کا تھا۔ وہ یکلخت اسکی سمت دوڑی تھیں۔ ناک سے بہتا سرخ سیال اسکی سفید شرٹ کو داغدار کر چکا تھا۔ ضامنہ نے بیگ سے پانی کی بوتل نکال کر اسکے چہرے پر پانی کے چھینٹے برسائے پر سب ندارد۔

www.novelsclubb.com

"ضامنہ کسی کو بلاؤ جلدی! زین کو ہسپتال لے جانا پڑے گا۔" اسکا چہرہ تھپتھپاتی ابر نے حواس باختہ ہو کر ساتھ بیٹھی ضامنہ کو جھنجھوڑا جسے اٹھنے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی تھی کیونکہ آس پاس گزرتے کچھ لوگ ان کے گرد جمع ہو چکے تھے۔

"آآآآ۔۔۔آپ پلیز مدد کریں، انھیں اٹھا کر گاڑی تک لے آئیں انھیں اسپتال لے جانا ہے۔" کچھ لمحے پہلے چہرے پر چھائی رونق کی جگہ انجانا سا خوف تھا۔اسکے کہنے پر دو آدمیوں نے مل کر زین کے ہوش سے بیگانہ وجود کو اٹھا کر گاڑی تک کا سفر کیا۔ ابر نے برق رفتاری سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا، وہ آدمی زین کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈال چکے تھے۔

"ضامنہ تم چل رہی ہو ساتھ؟" ابر نے بت بنی ضامنہ کو دیکھا جو سانس روکے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔

"ضامنہ؟" ابر نے ایک بار پھر پکارا تو وہ ہوش میں آئی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں! چل رہی ہو تم میرے ساتھ؟" ابر نے ایک فکر مند نگاہ اسکی اڑی ہوئی رنگت پر ڈالی

وہ سر ہلا کر گاڑی میں بیٹھتی اپنی جگہ سنبھال چکی تھی۔ ابر نے اسکے بیٹھتے ہی گاڑی کو ہسپتال کے رستے پر ڈالا۔ ضامنہ نے گردن موڑ کر پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑے زین کو دیکھا، اسکا کپکپاتا لہجہ اور زرد پڑتی رنگت بار بار ذہن کے پردے پر لہرا رہی تھی۔ وہ بیمار تھا؟ وہ تکلیف میں تھا؟

اگر وہ تکلیف میں تھا تو کسی کو بتاتا کیوں نہیں تھا؟

www.novelsclubb.com

ہسپتال کے کمرے میں ہر طرف ادویات کی مخصوص بو پھیلی ہوئی تھی۔ ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔ دیوار پر لگی گھڑی کی ٹک ٹک کسی گھنٹے کی مانند سنائی دے رہی تھی۔ اسنے اپنی بھاری ہوتی آنکھیں کھولنا چاہیں تو سر میں اٹھتی اک ٹیس نے ارادوں کو ناکام بنادیا۔ دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔ چند پل وہ یونہی آنکھیں موندے لیٹا رہا پھر ایک اور کوشش کے بعد وہ آنکھیں مکمل کھولنے میں کامیاب ہوچکا تھا۔ چھت کی سطح سے نظریں ٹکرائیں۔ یہ منظر اسکے لئے انجانا تھا۔ بازو پر زور ڈالتے اٹھنے کی کوشش کی اور صرف ٹیک لگا کر بیٹھنے تک ہی وہ ہانپ چکا تھا۔ کچھ دیر یونہی بیٹھ کر سانسیں بحال کیں۔

کیا ہوا تھا اسکے ساتھ ؟ وہ یہاں کیا کر رہا تھا؟ جو آخری بات اسکے ذہن میں تھی وہ یہ تھی کہ وہ پولیس سٹیشن سے واپسی کے رستے پر تھا جب ایک دم سر چکرایا تھا اس سے آگے کا منظر دھندلا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ یہاں کیسے آیا اور وہ کب سے یہاں تھا؟

اس سے پہلے کہ وہ خود سے کچھ سوچنے بیٹھتا کمرے کا دروازہ کھلا اور جو چہرے سامنے آئے تھے وہ انھیں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اسنے جھٹ سے آنکھیں بند کر لیں۔

اندر داخل ہوتی ابر اور ضامنہ یہ منظر دیکھ چکی تھیں۔ ضامنہ نے خاموشی سے آگے بڑھ کر دوائیوں کے شاپر کو میز پر رکھا اور ابر کے برابر میں جا کھڑی ہوئی۔ زین ان

www.novelsclubb.com

دونوں کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کر سکتا تھا۔گھڑی کی ٹک ٹک کے علاوہ وہاں کوئی آواز نہ تھی۔

"کیا ہمیں پریٹینڈ کرنا ہے کہ ہم نے اسے اٹھے ہوئے نہیں دیکھا؟" ضامنہ نے ابر کی جانب جھکتے سرگوشی کی جس کی آواز زین تک باآسانی پہنچ گئی تھی۔جواب میں اسنے مزید مضبوطی سے آنکھیں میچیں۔ابر اور ضامنہ نے اسکی اس بچگانہ حرکت پر ہنسی ضبط کی۔

www.novelsclubb.com

"ہم کر سکتے تھے اگر یہ یوں ٹیک لگائے بیٹھا نہ ہوتا" ابر کے لہجے میں شرارت تھی۔زین نے ایک منٹ کی بھی دیر لگائے بغیر اپنی سابقہ پوزیشن سنبھال لی تھی۔ وہ چت لیٹا آنکھیں مضبوطی سے بند کئے ہوئے تھا۔اب کہ ان دونوں کے لیے

ہنسی روکنا مشکل ہو چکا تھا۔انکے دبے دبے قہقہوں پر زین نے شدید ناگواری کے عالم میں آنکھیں کھولیں اور خونخوار نظروں سے ان دونوں کو دیکھا۔

''ڈرا دیا تھا بھئی تم نے تو، کیسی طبعیت ہے اب؟'' ضامنہ اسکے قریب پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔زین نے جواباً بے زار سی نظر اس پر ڈالی

''تم ٹھیک ہو؟'' اسکی خاموشی ابر کو کھل رہی تھی وہ اس سے تسلی بخش جواب سننا چاہتی تھی،اس کی طرف کی کہانی سننا چاہتی تھی۔زین کی آنکھوں کا تاثر بدلا تھا لیکن صرف کچھ لمحے لگے تھے اسے واپس اپنے خول میں سمٹنے میں۔

”میں ٹھیک ہوں! ہم کب سے یہاں ہیں؟“ وہی بیزار اور کوفت بھرا انداز۔ ضامنہ اسکے منہ بگاڑ کر کہنے پر آنکھیں گھما کر رہ گئی۔اسکی جگہ اور کوئی بھی ہوتا تو کم از کم ان کا شکریہ ضرور ادا کرتا۔

”دو گھنٹے سے! تم واقعی ٹھیک ہو نا؟ اگر سر چکرا رہا ہے یا کمزوری محسوس ہو رہی ہے تو میں ڈاکٹر کو بلا دوں؟“ ابرا اسکے پیروں کی جانب کھڑی تھی۔زین نے ان دونوں کو دیکھا جن کے چہرے پر پریشانی کے اثرات ابھی تک نمایاں تھے وہ اس سب کا عادی نہیں تھا اور نہ ہی ہونا چاہتا تھا۔

”میں بلکل ٹھیک ہوں اور میں آفس جانا چاہتا ہوں میری بہت ضروری میٹنگ ہے۔“ کہنے کے دوران وہ بیڈ سے اٹھ چکا تھا۔اسنے اپنا کوٹ تلاشنا چاہا جو اسے جلد

ہی نظر آ چکا تھا۔ ضامنہ اور ابر ہونقوں کی طرح اسے دروازے کی جانب بڑھتا دیکھ رہی تھیں۔

''زین رکو کہاں چل دیئے؟ تمہیں آرام کی ضرورت ہے یار اور ہمیں ڈاکٹر سے اجازت لینی پڑے گی ڈسچارج کے لئے، واپس آؤ یہاں۔'' ضامنہ نے اپنی جگہ سے اٹھتے کہا زین نے ہاتھ اٹھا کر بات کو ہوا میں اڑا یا

''میری بات سنتے جاؤ!'' ابر کے سپاٹ لہجے نے اسکو رکنے پر مجبور کیا ''نوریز سے بات کے دوران جب مجھے پتہ چلا کہ بالاج وہاں ڈرگز کی تقسیم کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا تو مجھے اس بچے پر فخر ہوا تھا۔'' زین نے رخ اسکی جانب موڑا تھا۔ وہ اسے یہ سب کیوں بتا رہی تھی؟ کیا مقصد تھا اس بات کا؟ اسے رکتا دیکھ ابر نے بات جاری رکھی

”میں اس سے کبھی نہیں ملی! لیکن دل نے خواہش کی تھی کہ کاش میں اس بچے سے مل پاتی، اسکی اس دلیری پر اسکا کندھا تھپک سکتی پر ایسا ممکن نہیں ہو سکتا۔ وہ بچہ تھا زین پھر بھی صحیح غلط کا مطلب سمجھتا تھا، تم کیوں نہیں سمجھ رہے؟“ ابر کی نظروں کا مرکز زین کا بازو تھا جس کی اوپری جلد پر چھوٹے چھوٹے سرخ نشان موجود تھے زین نے اسکی بات کا مطلب سمجھتے فوراً شرٹ کے بازو کھینچ کر درست کیئے۔ ضامنہ اپنی جگہ کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی

www.novelsclubb.com

”آپ کچھ نہیں جانتیں اس لئے بہتر ہو گا کہ میرے معاملات میں دخل دینے سے گریز کریں!“ اسنے اپنا لہجہ حد درجہ سخت رکھنے کی کوشش کی

”ہاں میں نہیں جانتی پر تم ہمیں بتا سکتے ہو! آخر ایسا کیا مسئلہ ہے جس نے تمہیں اس قدر ڈسٹرب کرر کھا ہے۔ایسا کیا مسئلہ ہے جو تمہیں ڈر گز استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئی۔“زین کو ابر سے اس قدر صاف گوئی کی امید نہیں تھی”اگر یہ بالاج کی وجہ سے ہے تو دیکھو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ بالاج کا مجرم بہت جلد اپنے انجام کو پہنچے گا۔“ابر ہر صورت اسے مطمئن کرنا چاہتی تھی۔

”کیا سننا چاہتی ہیں آپ؟ یہی کہ میں ڈرگ ایڈیکٹ ہوں تو ہاں ہوں میں ایڈیکٹ“اسکے لہجے کی کاٹ پر ابر کی آنکھوں میں خفگی در آئی۔آخر کب تک وہ جھوٹ کا سہارا لے گا؟

”جھوٹ مت بولو زین! ڈاکٹر ہمیں سب بتا چکا ہے، اگر تم ڈرگ ایڈیکٹ ہوتے تو اس حالت میں ہسپتال نہ لائے جاتے۔تم نے حال ہی میں ڈر گز کی بھاری مقدار لینا

شروع کی ہے، ہمیں پاگل مت بناؤ۔ کیا بالاج تمہیں یوں دیکھ کر خوش ہو گا؟ خود پر رحم کھاؤ پلیز۔" ابر نے ایموشنل بلیک میلنگ کا طریقہ اپنایا تھا پر غلط آدمی پہ

"میں نے کہا نا کہ آپ کچھ نہیں جانتیں! میں کیا کرتا ہوں اور کیا نہیں کم از کم آپ کو اس بات کا جوابدہ نہیں ہوں۔ میری زندگی اور میرے معاملات میں دلچسپی لینا بند کر دیں۔ اگر آپ کے پاس اتنا فالتو وقت ہے تو اسے مجھ پر ضائع کرنے کی بجائے اپنے گھر پر صرف کرنے کی کوشش کریں۔" گھڑی کی ٹک ٹک بند ہو چکی تھی، وہاں کچھ سنائی دے رہا تو وہ زین کے زہر میں ڈوبے لفظ تھے۔ "اپنا یہ وقت دوسروں کی زندگیوں میں ٹانگ اڑانے کی بجائے اپنے بچے کو دیں۔ ورنہ جانتی ہیں وہ بڑا ہو کر کیسا بنے گا؟" فضا بوجھل ہو چکی تھی اور شاید یہ ان لفظوں کا وزن تھا جو زین کے لبوں سے ادا ہوئے تھے "مجھ جیسا! زین عالم جیسا!" ابر کی نظروں میں بے یقینی تھی

”جن کی اپنی زندگیاں درہم برہم ہوں وہ دوسروں کو اچھی زندگی کی نوعید دیتے اچھے نہیں لگتے وکیل صاحبہ۔اگلی دفعہ میں میری ذاتی زندگی پر کوئی تبصرہ اور سوال برداشت نہیں کروں گا مائنڈ اٹ“ کھا جانے والی نگاہ ابر اور ضامنہ پر ڈالتا وہ برق رفتاری سے باہر نکل گیا۔زوردار آواز سے بند ہوتے دروازے نے ان دونوں کو ہوش دلایا،وہ جا چکا تھا۔

”یہ کیا تھا؟“ ضامنہ کا تب سے اٹکا ہوا سانس بحال ہوا وہ اب بھی بے یقین تھی۔ نگاہیں ابر کی نگاہوں سی ملیں جس کا حال اس سے کچھ مختلف نہ تھا۔

"پتہ نہیں! لعنت ہو تم پر ابرالمیر، اس جنگلی جانور کا احساس کرنے چلی تھی تم" دل ہی دل میں خود کو ملامت کی گئی۔(وہ ابرالمیر تھی، جو خود پر سخت ہونے کا کتنا ہی مضبوط خول چڑھالے لیکن حقیقت میں کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھ کر چپ نہیں بیٹھ سکتی تھی)

"بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے، بجائے شکریہ ادا کرنے کے الٹا ہمیں ہی سنا کے نکل گیا یہ تو" غم اور حیرت کے ملے جلے تاثرات میں کہا گیا ضامنہ کو پہنچا صدمہ کسی صورت کم نہیں ہو سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک کہہ کر گیا ہے! اسکے ساتھ وقت ضائع کرنے سے بہتر تھا کہ بے حسوں کی طرح اسے وہیں چھوڑ کر اپنے رستے نکل جاتے" ابر اسکی باقی باتیں ایک کان سے

سن کر دوسرے کان سے باہر نکال چکی تھی۔وہ ایسے جملے سننے کی عادی ہو چکی تھی اسی لئے حیران بھی نہ ہوئی تھی۔البتہ افسوس دل میں کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

"اب لگتا ہے کہ ہلیل کی زین کے بارے میں دی گئی رائے بلکل درست تھی۔ خوامخواہ خوار ہوئے اسکے چکر میں"

ضامنہ نے کہتے ہوئے ایک ملامتی نگاہ سامنے پڑے دوائیوں کے شاپر ڈالی

"وہ تو چلا گیا اب ہمارا یہاں رکنے کا کیا مقصد ہے! چلو تمہیں گھر چھوڑ دوں۔"ابر نے کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھا۔پورا ڈھائی گھنٹہ برباد کیا تھا انہوں نے زین کی وجہ سے۔

"اب تک تو مام آدھے پاکستان میں میری گمشدگی کے اشتہارات لگوا چکی ہوں گی۔" اسنے مسمسی سی شکل بنا کر ابر کو دیکھا جو اسکے تاثرات دیکھتے مسکرا اٹھی تھی وہ دونوں کمرے سے نکل کر رہداری میں آگئی تھیں۔

"میں چلوں گی نا تمہارے ساتھ! کوئی بہانہ بنا لیں گے اور ویسے تمہیں کس پاگل کتے نے کاٹا تھا جو بنا کسی کو بتائے پولیس سٹیشن چلی آئی اور تو اور فون بھی گھر چھوڑ دیا۔" ابر کے گھر کنے پر ضامنہ صدمے سے چلائی تھی۔

"ہاں تو اب لٹکا دو مجھے تختہ دار پر، انسان ہوں میں بھول سکتی ہوں چیزیں کبھی کبھی۔" لہجے میں مصنوعی نمی گھل گئی تھی اور ابر وہ تو صدا سے اسکی ایکٹنگ کی فین رہی تھی۔

ریڈ ہلز کمپنی کی خوبصورت عمارت اپنی پوری شان سے کھڑی تھی۔ گہرے نیلے شیشوں سے مزین عمارت کے باہر اکادکا لوگ آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے لیکن باہر چھائے سکوت کی نسبت اندر افراتفری کا عالم تھا اور ہوتا بھی کیوں نہ! کمپنی کا جلاد سی ای او روز کی طرح آج بھی گھر سے کھانا نہ ملنے پر بپھرا ہوا ہر آتے جاتے کا جینا حرام کئے ہوئے تھا۔

ہر کچھ سیکنڈز کے بعد آفس کے کمرے سے بلند ہوتی آوازوں پر ورکرز آپس میں نظروں کا تبادلہ کرتے اور پھر کندھے اچکا کے واپس اپنے کام میں مگن ہو جاتے۔ یہ

ان کا روز کا معمول تھا۔ باہر کی سردی کی نسبت عمارت کے اندر کا ٹمپریچر نارمل تھا۔ ہر دوسرے ٹیبل پر بھاپ اڑاتی کافی کے مگ پڑے نظر آرہے تھے۔

"شٹ اپ صغیر" زوردار آواز کے ساتھ ہی آفس کے بند دروازے سے کچھ ٹکرایا تھا۔ لاپرواہ سے اپنے کام میں مگن ورکرز نے تجسس سے آفس کے بند دروازے کو دیکھا، آوازیں پھر سے بلند ہوئیں

"ان چار فائلز میں تمہیں کیا فرق نظر آرہا ہے؟ مجھے بتانا پسند کرو گے؟" مارے ہتک کے صغیر کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔ آفس کے دروازے کے پاس جا بجا بکھری فائلز اسے منہ چڑھا رہی تھیں۔ باہر موجود عوام تک اسکی آواز باآسانی پہنچ گئی تھی۔۔۔ جہاں کچھ لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی وہیں کچھ نئے ورکرز سہمے ہوئے نظر آرہے تھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چالیس پینتالیس سالہ آدمی نے گردن گھما کر بائیں جانب کھڑی لڑکی کو دیکھا جس کے لبوں پر بکھری مسکراہٹ اسکے تن بدن میں آگ لگا رہی تھی۔اس نے تھوک نگل کر کوئی جواز پیش کرنا چاہا

www.novelsclubb.com

”زین صاحب یہ سب اس نے جان بوجھ کر کیا ہے“صغیر منمنایا پاس کھڑی لڑکی نے اپنے باس کو دیکھا جو اسکے جواب پر مزید آگ بگولہ ہو گیا تھا

”او کم آن! کتنے وقت سے تم یہاں کام کر رہے ہو اور ابھی تک تمہیں چار فائلز میں لکھے مواد میں فرق کرنا ہی نہیں آیا؟ کیا تمہیں میرے ماتھے پر پاگل لکھا دکھائی دے رہا ہے؟“زین نے دانت کچکچائے....اندر ہوتی گفتگو پر کان لگائے بیٹھی

عوام کے قہقہے بے ساختہ تھے کہ تبھی شیشے کا دروازہ پار کرتے شیراز اندر داخل ہوا۔

شیراز کے اندر داخل ہونے کی دیر تھی کے سب نے گڑبڑا کر اپنی جگہیں سنبھالیں۔ چہروں پر سجی مسکراہٹ فوراً غائب ہو گئی تھی۔ اندر آتے شیراز نے سب کو یوں چوکس ہوتے دیکھ نفی میں سر ہلایا

"ان تمام فائلز میں لکھا مواد ایک ہی ہے بس پیٹرن مختلف ہے! کیا تم مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ صرف اپنی تسکین کیلئے تم نے مس جویریہ سے یہ فائل چار بار نئے سرے سے تیار کروائی ہیں؟ جبکہ تم نے اندر لکھی ڈیٹیلز ایک بار بھی نہیں پڑھیں تھیں؟" صغیر نے گڑبڑا کر کوئی جواب تیار کرنا چاہا۔۔۔ وہ جویریہ سے اس قدر چالاکی کی امید نہیں کر رہا تھا۔

صغیر اور جویریہ کی ان بن سے آفس میں کون واقف نہ تھا۔چونکہ جویریہ آفس میں نئی تھی اس لئے صغیر اس پر اپنا رعب جمانے میں ذرا دیر نہیں کرتا تھا۔وہ جان بوجھ کر اسکی تیار کی فائلز پڑھے بغیر ہی ریجکٹ کر کے نئے سرے سے بنانے کا آرڈر دیا کرتا تھا اور جویریہ کو ماننا پڑتا کیونکہ وہ ڈائریکٹ زین یا شیراز تک اپنا کام نہیں پہنچا سکتی تھی۔ہفتے گزر جاتے اور وہ ایک ہی فائل چار چار بار بناتی رہ جاتی۔وہ جانتی تھی کہ صغیر وہ فائلز ٹھیک سے پڑھتا بھی نہیں ہے لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔اگر رمشا جو کہ اسکے ساتھ ہی کام کرتی تھی،اسے یہ مشورہ نہ دیتی تو وہ کب کا اس جاب کو خیر باد کہہ چکی ہوتی۔رمشا کے بتائے پلان پر عمل کرتے ہوئے ہی وہ آج زین کے سامنے کھڑی تھی۔

”مجھے کل تک تمہارا اپالوجی لیٹر میرے ٹیبل پر چاہیے ورنہ تمہیں اپالوجی لیٹر کی بجائے ریزیگنیشن لیٹر لکھنے میں دیر نہیں لگے گی اور آپ مس جویریہ نیکسٹ ٹائم سے آپ کو صغیر سے اپروول لینے کی ضرورت نہیں آپ وہ فائلز ڈائریکٹ مجھے بھیج سکتی ہیں۔“ زین کی لال انگارہ ہوتی آنکھوں میں صغیر کیلیئے واضح وارننگ تھی۔

جویریہ کو تو مانو آزادی کا پروانہ مل گیا ہو۔ باہر بیٹھے دلچسپی سے سنتے ورکرز کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے۔۔۔ صغیر کی درگت جو بنی تھی

شیراز کارخ زین کے آفس کی جانب تھا۔ آخر آج کون اسکے غضب کا شکار ہوا تھا۔ ہلکا سا ناک کرنے کے بعد اسنے دروازہ دھکیلا اور سامنے ہی زمین بوس ہوئی فائلز نے اسکا استقبال کیا۔ ایک نظر فائلز پر ڈالنے کے بعد اسنے مؤدب سے کھڑے صغیر اور جویریہ کو دیکھا۔ زین اپنی کرسی پر ٹکا ہوا تھا اور چہرے کے تاثرات معمول کے مطابق بگڑے ہوئے تھے۔

''آپ دونوں جا سکتے ہیں!'' سرد سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔ صغیر نے کچھ کہنے کیلیئے منہ کھولا پر پھر اپنا ارادہ ترک کرتے باہر نکل گیا، جویریہ نے آگے بڑھ کر شیراز کے قدموں میں پڑی فائلز اٹھائیں۔ انھیں سمیٹ کر میز کی ایک طرف رکھا ''تھینک یو سوچ سر!'' وہ چہرے پر بھرپور مسکراہٹ سجا کر کہتی باہر نکل گئی۔ اسکے نکلتے ہی زین نے شیراز کو اپنی نظروں کے فوکس میں لیا۔

''کیا؟'' شیراز نے اسکے یوں گھورنے پر منہ بسورا ''میرا ابھی آفس ہے جب دل چاہے تب آ سکتا ہوں'' سامنے پڑی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے کہا

”میں نے تم سے کچھ نہیں پوچھا!“ زین نے لاتعلقی کا اظہار کرتے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلائیں

”اب ان کا بچا کچھا غصہ مجھ پے مت اتار“ شیراز کہاں اسکے رعب میں آنے والا تھا زین نے سرد آہ ہوا کے سپرد کرتے ٹھک سے لیپ ٹاپ بند کیا۔ کوٹ کا اوپری بٹن کھول کر سر کرسی کی پشت پر ٹکایا۔ سفید شرٹ پر خون کے دھبے نمایاں ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

گال کے نیچے ہاتھ ٹکائے بیٹھا شیراز ایک دم سیدھا ہوا اور کرسی چھوڑتے جھٹ سے زین کی طرف لپکا تھا۔ ہاتھ آگے بڑھا کر زین کا کوٹ اتارنا چاہا۔ زین نے اسکا ارادہ بھانپتے فوراً اسکے ہاتھ جھٹکے تھے

''کیا بدتمیزی ہے یہ پیچھے ہٹ'' شیراز کو دور دھکیلتے کوٹ کے بٹن واپس بند کیئے۔ شیراز نے اسے خشمگیں نظروں سے گھورا

''کیا ہے یہ سب؟'' اسکا اشارہ جس جانب تھا زین بخوبی سمجھ چکا تھا

''کچھ نہیں! نوز بلیڈ کی وجہ سے ہے یہ کسی کا سر نے پھاڑا'' لاپرواہی سے کہتے جان چھڑوائی۔ شیراز اسے کڑے تیوروں سے دیکھتا وہیں کھڑا رہا۔ زین نے اسے نظر انداز کیا۔ ایک منٹ، دو منٹ، نجانے کتنا وقت گزرا پر شیراز اسے گھورتا جوں کا توں کھڑا تھا۔ زین زیادہ دیر اسے نظر انداز نہیں کر سکا۔ اسنے تنگ آکر شیراز کی جانب دیکھا

www.novelsclubb.com

”کیا ہے اب ؟ کہا نا کسی کا سر نہیں پھاڑا تو پھر میرے سر پہ موت کے فرشتے کی طرح کیوں کھڑا ہے ؟“ اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا گیا۔ ”شیراز میرا دماغ مزید خراب مت کر“ اسے بت بنا دیکھ بات میں اضافہ کیا

”پہلے کس نے خراب کیا ہے جو میں مزید خراب کر رہا ہوں ؟“ مزے سے جیبوں میں ہاتھ اڑستے پوچھا۔ اسے زین کی توجہ حاصل کرنا اور اسے زچ کرنا اچھا لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

”کوئی ایک ہو تو بتاؤں نا! پہلا وہ ہلیل اسکی تو شکل ہی موڈ خراب کرنے کو کافی ہے دوسری وہ نان سیریس کیس ضامنہ اور تیسری مفت کے مشورے بانٹنے والی تمہارے والد صاحب کی چہیتی وکیل صاحبہ“ زین تو مانو پھٹ پڑا تھا۔ شیراز نے

حیرانی سے اسے دیکھا" ایک سے بڑھ کر ایک ہیں سب اور تو ان سب سے دس ہاتھ آگے ہے۔" اشتعال آمیز لہجے میں کہتے اسنے آخر میں شیراز کو لتاڑا جو اپنی جانب انگلی کئے معصوم بچوں کی طرح اسے دیکھتے کہہ رہا تھا" میں نے؟ میں نے کب تنگ کیا تجھے؟"

"باقی سب کو تو میں نہیں جانتا پر ابر؟ آئی کانٹ بیلودس کہ کوئی اس جیسی بے ضرر لڑکی سے اتنی خار کھا سکتا ہے۔ تو نے ہی پہلے کوئی بھنڈ مارا ہو گا" اپنے اکلوتے دوست کے ابر کا ساتھ دینے نے زین کے غصے کو مزید ہوا دی تھی

"بے ضرر مائی فٹ! وہ دوسروں کو بلاوجہ کا گیان دینے میں خاصی ماہر ہیں اور پرائیویسی یہ لفظ تو شاید انہوں نے اپنی پوری زندگی میں ایک بار بھی نہیں سنا ہو گا۔ شاید اپنی انہی حرکتوں کی وجہ سے آج شوہر سے طلاق لئے ماں کے در پر بیٹھی ہیں۔

مجھے تو ان کے بچے پر ترس آتا ہے نجانے کیا مستقبل ہو گا اسکا! ایسی عورتوں کو اگر تم بے ضرر سمجھتے ہو تو تم یہاں واقعی غلطی پر ہو۔" زین کے منہ سے کسی کی ذات پر ایسے تبصرے شیر از پہلی بار سن رہا تھا وہ بیک وقت افسوس اور صدمے کی کیفیت میں تھا

"تم۔۔ تم سے یہ سب کس نے کہا؟" شیر از نے صدمے سے دوچار لہجے میں پوچھا

"کیا سب؟" زین اسکے تاثرات سمجھتے ذرا ٹھنڈا پڑا تھا

"یہی، ابر کے طلاق یافتہ ہونے والی بات؟" شیراز نے مایوس نظروں سے زین کو دیکھا، اسنے کہاں سوچا تھا کہ وہ اپنے عزیز دوست کے منہ سے دوسری عزیز ہستی کے بارے میں ایسے الفاظ سنے گا

"کسی سے نہیں سنے! ان کی والدہ سے ملاقات ہوئی تھی میری انہوں نے بتایا"

زین کو شیراز کا اس سے یہ سب پوچھنا سمجھ نہیں آیا تھا

"بانو آنٹی؟ تم ان سے کب ملے اور انہوں نے تم سے کہا کہ ابر طلاق یافتہ ہے؟"

اب کے شیراز کے لہجے میں صدمے کے ساتھ بے یقینی بھی تھی

”ان ڈائریکٹلی ان کا یہی مطلب تھا لیکن تم اس سب میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہو؟“ زین نے حیرانگی سے پوچھا۔ کاش کہ اس نے اپنے کہے الفاظ پر غور کیا ہوتا

”زین؟ تمہیں ٹھیک سے معلوم بھی نہیں اور تم نے ایک لڑکی کے کردار کے بارے میں اتنی بڑی بات اتنے آرام سے کہہ دی اور یہ ڈائریکٹ ان ڈائریکٹ کیا ہے؟ میں تم سے ایسی بات کی امید نہیں رکھتا تھا.“ شیراز نے آزردگی سے زین کو دیکھا اور ایک افسوس بھری سانس خارج کی۔ زین نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ کچھ لمحے ان کے درمیان بلکل خاموشی چھائی رہی

www.novelsclubb.com

”آئی ایم سوری! میرا وہ مطلب نہیں تھا. میں غصے میں تھا بس، اوہ گاڈ میرا واقعی وہ مطلب نہیں تھا۔“ زین نے بے بسی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا! وہ ایسا نہیں تھا وہ ایسا نہیں تھا او خدایا وہ کیسے یقین دلائے ان کو کہ وہ یہ سب نہیں کہنا چاہتا تھا

پر اب دیر ہو چکی تھی یقین دلانے کا وقت گزر چکا تھا وہ لفظ کسی کی روح کو زخم زخم کر چکے تھے۔

"میں نہیں جانتا کہ ایسی کیا بات ہوئی جس نے ابر کے بارے میں تمہاری یہ رائے قائم کر دی پر جس ابر کو میں جانتا ہوں وہ تمہارے بتائے گئے ہر لفظ کو غلط ثابت کرتی ہے۔" شیراز نے رک کر گہرا سانس لیا۔زین کے چہرے پر ڈھیروں ندامت تھی وہ تو دوسروں کے عیب دیکھ کر بھی ان پر پردہ ڈالنے والوں میں سے تھا پھر آج وہ اتنی بڑی بات کیسے کہہ آیا تھا۔ "مجھے وہ دن آج بھی یاد ہے جب ابر پہلی دفعہ ہمارے گھر آئی تھی۔اسکی وہ آنکھیں وہ زخمی تھیں! وہ خود زخموں سے چور تھی لیکن جن مضبوط ہاتھوں سے وہ اپنی ماں کو تھامے اندر آئی تھی اس نے مجھے بابا، ماما اور عینی کو حیران کر دیا تھا۔اسکے والد کی وفات کے چند ماہ بعد اسکے ددھیال والوں

نے انکے حصے کی جائیداد ہتھیا کر انھیں گھر سے نکال دیا تھا۔وہ خالی ہاتھ ہم تک آئی تھی۔ مجھ سے چند ماہ بڑی تھی وہ پر مجھے وہ بابا کی عمر کی لگی تھی۔" شیراز اپنی بات کہہ کر خود ہی مسکرایا تھا باہر سے آتی کھٹ پٹ کی آواز اسکی بات میں خلل ڈال رہی تھی۔زین اسکی بات نہیں سننا چاہتا تھا وہ نادم تھا،یہ سب سننا اسکے لئے عذاب تھا

"میری حیرانی بس کچھ وقت کی ہی تھی جب مجھے پتہ چلا کہ وہ المیر انکل کی بیٹی ہے تب میں جان گیا تھا کہ وہ ایسی کیوں ہے،وہ بلکل ان جیسی تھی۔المیر انکل میرے بابا کے بہت اچھے دوست تھے وہ اکثر ہمارے گھر آیا کرتے تھے۔لیکن ہمیں ان کے انتقال کی خبر تک نہ ہوئی۔یہ تو جب ابر ہمارے گھر پہنچی تب سب کو معلوم ہوا کہ المیر انکل اس دنیا سے جا چکے ہیں۔ہمارے گھر آنے کے اگلے دن ہی ابر کی طبعیت بگڑ گئی تھی۔وہ مضبوط نہیں تھی وہ بس پریٹینڈ کرتی تھی کہ وہ مضبوط ہے" شیراز نے چہرے پر آسودگی بھری مسکراہٹ سجائی "وہ روتی تھی اور چیخ و پکار کے

ساتھ روتی تھی۔اسے بہت وقت لگا تھا سنبھلنے میں۔المیر انکل نے بانو آنٹی کے نام ایک گھر اور کچھ زمین جمع رکھی تھی جس کے بارے میں بس ابر اور بابا ہی جانتے تھے۔وہ جانا چاہتی تھی لیکن بابا اس کی ایسی حالت میں اسے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتے تھے اس لئے وہ کافی عرصہ ہمارے ساتھ رہی تھی۔میں نے صرف اسے دور سے دیکھا تھا، میں اسکے قریب نہیں جاتا تھا کیونکہ جیسے وہ روتی تھی مجھے لگتا تھا کہ شی از پوزیسڈ"شیراز نے قہقہہ لگایا پر زین مسکرا بھی نہ سکا

"تین مہینے! ہر روز دن کا آغاز ابر کی چیخوں سے ہوتا اور ہر رات ہمارے کانوں میں پڑنے والی آخری آواز ابر کی ہچکیاں ہوتیں۔سچ بتاؤں تو میں اس سے تنگ آگیا تھا۔ اسنے ہمارے گھر کا ماحول ڈسٹرب کر دیا تھا۔بابا ماما مجھے اور عینی کو چھوڑ کر سارا وقت ابر کے آگے پیچھے گھومتے رہتے تھے میری نظر میں وہ ایک اٹینشن سیکر سے زیادہ اور کچھ نہیں تھی لیکن بانو آنٹی بہت اچھی تھیں وہ مجھے اور عینی کو نئی نئی ڈشز بنا بنا کر

کھلاتی تھیں ہماری سٹڈیز میں ہیلپ کرتی تھیں۔وہ ہم سے بلکل ایسے پیش آتی تھیں جیسے ابر کے ساتھ پیش اتی تھیں۔ تین مہینے کے بعد کہیں جا کر ابر نارمل ہونا شروع ہوئی وہ روتی نہیں تھی۔ ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتی تھی۔اسکا رزلٹ آیا تھا اور وہ بہت اچھے مارکس کے ساتھ پاس ہوئی تھی۔وہ مسکراتی تھی۔ ہمارے ساتھ باتیں کرتی تھی وہ میرے اور عینی کے لئے ہماری فیملی بن گئی تھی بلکل بڑی بہن کی طرح۔ڈانٹتی بھی تھی اور لاڈ بھی اٹھاتی تھی۔ لیکن وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی وہ جانے کے لئے آئی تھی اور آٹھ ماہ کے بعد وہ اور بانو آنٹی اپنے گھر میں شفٹ ہو گئے تھے۔"شیراز نے رک کر زین کو دیکھا جو فق ہوتے چہرے کے ساتھ سب سن رہا تھا

"جانتے ہو زین میں نے اس کے بارے میں کیا کھوج لگائی ؟"اس نے رک کر زین کے جواب کا انتظار کیا پر کوئی جواب نہ ملنے پر خود ہی بول پڑا"میں نے جانا کہ وہ ایک

انتہائی جذباتی لڑکی ہے، اسنے اپنے سفاک رشتوں سے موو آن کرنے میں تین ماہ لگا دیئے، میں نے جانا کہ وہ المیر انکل کے ساتھ ساتھ بانو آنٹی جیسی بھی ہے، کمزور، نرم دل اور کافی حد تک بیو قوف" اگر یہ بات وہ ابر کے سامنے کرتا تو وہ کیا ری ایکشن دیتی؟ شیر از سوچ کر رہ گیا۔

"ہم ایک ساتھ بڑے ہوئے ہیں! وہ ان تمام سالوں میں میری بڑی بہن رہی میری دوست رہی میرے اور عینی کے لئے وہ ہر روپ دھار لیتی تھی۔ بانو آنٹی اور ابر ہمارے لئے کبھی غیر نہیں رہے۔ میں اسکی زندگی میں ہونے والے ہر واقعے کا گواہ ہوں۔ میں نے دیکھا جب وہ ایک بے نام و نشان بچے کو اٹھا کر گھر لائی تھی میں نے دیکھا جب وہ کئی مہینوں تک اسکے گھر والوں کو تلاش کرتی رہی، میں نے تب بھی دیکھا جب اسنے اسود کو یتیم خانے میں جھونکنے کی بجائے اسے اپنا نام دیا میں نے تب بھی دیکھا جب لوگ اسے چھپ کر شادی کرنے اور پھر طلاق لینے جیسے طعنے

دیتے تھے میں نے دیکھا ہے زین کے کیسے وہ خود پر یہ الزامات برداشت کر لیتی تھی صرف اس لئے کہ اسود اپنے بچپن سے لیکر بڑے ہونے تک یہ نہ سنتا آئے کے وہ لاوارث ہے اسکی کوئی شناخت نہیں نجانے وہ کس کا خون ہے اور یہ سب دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ اتنے سال گزرنے کے بعد بھی وہ اپنے ماں باپ جیسی ہی ہے اسے یہ نرمدلی اسکی ماں سے ملی ہے اور خود پر یہ مضبوطی کا خول چڑھانا اسنے اپنے باپ سے سیکھا ہے۔ دنیا کی نظر میں چاہے وہ بدکردار ہو طلاق یافتہ ہو یا کچھ بھی لیکن میری نظر میں اس کا ہر عمل قابل احترام رہا ہے۔ میں تمہیں یہ سب کبھی نہ بتاتا اگر تم میرے دوست نہ ہوتے اور میں نے ابر کے بارے میں تمہاری رائے نہ سنی ہوتی تم مجھے عزیز ہو زین پر ابر بھی مجھے اتنی ہی عزیز ہے۔" شیراز نے گردن جھکائے بیٹھے زین کو دیکھا

”میں مانتا ہوں کہ وہ اب اس سب کی عادی ہو چکی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ یہ ڈیزرو کرتی ہے!“ شیراز اپنی بات کہہ چکا تھا اور زین وہ اس سے نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔ نجانے وہ غصے میں ابر اور ضامنہ کو کیا کیا سنا آیا تھا

”آئی ایم سوری! میں یہ سب نہیں کہنا چاہتا تھا پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا“ زین شرمندہ تھا اور وہ آخری بار اپنی زندگی میں کب شرمندہ ہوا تھا؟ شاید کبھی نہیں!

”یہ سوری مجھے نہیں ابر کو کہنا! اور جانتے ہو وہ کیا جواب دے گی؟ اٹس اوکے مجھے ایسی باتیں سننے کی عادت ہو چکی ہے میں مائنڈ نہیں کرتی“ شیراز نے اپنی بھاری آواز کو باریک کرتے ایکٹنگ کی تو نا چاہتے ہوئے بھی زین کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"میں اپنے ہوش میں نہیں تھا شیراز میرا یقین کر! اگر تو مجھے یہ سب نہ بھی بتاتا تو تب بھی میں اتنا ہی گلٹی ہوتا اور ان سے معافی بھی مانگتا، پتہ نہیں مجھے کیا ہو جاتا ہے۔" زین نے گہری سانس خارج کرتے سر ہاتھوں میں گرایا۔

"ایک بات مانے گا بھائی کی؟" شیراز نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا تو زین نے حیرانگی سے چہرہ اوپر کیا

"تجھے اجازت کی ضرورت کب سے پیش آگئی؟" زین نے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجاتے کہا

"دیکھ مائنڈ مت کرنا! میں تیرے بھلے کیلیئے ہی کہہ رہا ہوں" شیراز نے رک کر زین کے تاثرات بھانپے جو خاموشی سے اسکی بات مکمل ہونے کا انتظار کر رہا تھا" تو کسی سائیکاٹرسٹ سے رابطہ کیوں نہیں کرتا؟ بالاج کی ڈیتھ کے بعد سے ہی تو اتنا زیادہ ڈسٹرب رہنے لگا ہے۔" شیراز کی توقع کے برعکس زین کا ردعمل نارمل تھا وہ ویسے ہی خاموش بیٹھا تھا

"اب میرا بھی یہی خیال ہے!" دھیمے سے لہجے میں کہتا وہ کسی اور سوچ میں ڈوبا ہوا تھا. وہ پرسکون ہونے کیلیئے ڈرگز کا سہارا لے چکا تھا جس کے سنگین نتائج اسکے سامنے تھے وہ مزید کوئی بیوقوفی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ ابر سے کیا کہے گا اس سے کیسے معافی مانگے گا؟ وہ یہ سوچ لے گا

www.novelsclubb.com

جاری ہے

www.novelsclubb.com